حُكْمُ الذَّبْحِ بِالْآلَاتِ الْكَهْرَبَائِيَّةِ

الیکٹرک چھری اور مشین سے ذبح کیے ہوئے جانور کا شرعی حکم

تصنیف: مفتی محمد ساجد عطاری مدظلہ العالی

پیش کش: مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)
حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل
—HALAL RESEARCH & ADVISORY COUNCIL—

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
DARUL IFTA AHLESUNNAT

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	پیشِ لفظ	3
2	ذبح کے درست ہونے کی شرائط	5
3	مشینی ذبح کا طریقہ	6
4	الیکٹرک چھری سے ذبح کا طریقہ	6
5	مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم	9
6	حکم سے متعلق جزئیات اور فقہاء کا کلام	10
7	مشین جب انسان چلاتا ہے، تو ذبح انسان کا فعل کیوں نہیں؟	13
8	سبب بننے کے اعتبار سے انسان کی طرف نسبت کا معاملہ	15
9	الیکٹرک چھری سے ذبح کا شرعی حکم	20
10	حکم سے متعلق جزئیات	22
11	مسلمان بسم اللہ پڑھ کر ہی بٹن دباتا ہے، پھر بھی حرام کیوں؟	25

www.dawateislami.net

پیشِ لفظ:

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کی غذا و علاج کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بے شمار انواع و اقسام کی اشیاء تخلیق فرمائی ہیں۔ ان اشیاء کا ایک بہت بڑا حصہ تو وہ ہے، جو زمین سے حاصل ہوتا ہے، جسے ہم نباتات کہتے ہیں۔ ان میں پھل، سبزیاں اور دیگر پودے وغیرہ شامل ہیں۔ نباتات یا ان کے اجزاء سے بننے والی اشیاء (Products) بالعموم حلال کے درجے میں ہی آتی ہیں۔[1] اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰىؕ(۵۳) كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے، تم کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ۔“[2]

اور انسانی غذا و دوا کا دوسرا بڑا حصہ جانداروں سے پورا ہوتا ہے۔ حلال اور پاکیزہ غذاؤں میں سے حلال جانوروں کا گوشت بھی ایک عمدہ نعمت ہے۔ ان جانوروں سے دیگر فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہم ان کے گوشت و دودھ وغیرہ سے اپنی غذا اور دوا کی ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ جانوروں میں سے کچھ جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر حرام کر دیا۔ اس میں بھی انسان کی ایک طرح سے بھلائی چھپی ہے، کیونکہ جن جانوروں سے ہمیں منع کیا گیا، عموماً وہ ایسے ہی ہیں کہ ان کے گوشت سے روحانی یا جسمانی طور پر بُرے اثرات ہو سکتے تھے، جیسے شیر، چیتا، درندے اور سور وغیرہ۔

---

1 ...البتہ کوئی زہریلی و نقصان دہ چیز حد ضرر تک استعمال کرنا یا نشے کے مقصد کے لئے کوئی چیز استعمال کرنا حرام ہے۔

2 ...پارہ16، سورۃ طٰہٰ، آیت:53،54

www.dawateislami.net

اور دیگر جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور اس بارے میں بھی احسان یہ فرمایا کہ حلال جانور کا گوشت بھی کسی قسم کا جسمانی اور روحانی ضَرر نہ پہنچائے، اس کے لیے یہ رہنمائی کر دی کہ فقط اسی حلال جانور کا گوشت کھاؤ، جسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، کیونکہ ذبح کرنے سے جانور کے جسم میں موجود فاسد و مضِر مواد یعنی خون نکل جائے گا اور جب اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو گا، تو ایسے جانور کا گوشت تقویٰ و پرہیز گاری میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ(۱۱۸) وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا، وہ تو تم سے مُفَصَّل بیان کر چکا، جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔“[1]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”اس فرمانِ عالی میں ان لوگوں کو بھی تنبیہ ہے، جو گوشت وغیرہ چھوڑنے کو تقوی و پرہیز گاری سمجھتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ تم کو اچھی غذائیں نقصان نہیں دیں گی، کیونکہ جس کھانے پینے کے اول آخر اللہ کا نام لیا جائے، وہ نقصان نہیں کر سکتا۔ اس کا نام تریاق ہے۔ اس لیے مؤمن کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، جیتے مرتے، اللہ کا نام لیتا ہے۔ لہذا تم اعلیٰ غذائیں، حلال گوشت کھاؤ، اس سے تمہارا تقویٰ نہیں بگڑے گا۔ یہاں میرا نام اپنا اثر دکھائے گا۔“[2]

1...پارہ 8، سورہ انعام، آیت: 118، 119

2...تفسیر نعیمی، جلد 8، صفحہ 53، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاہور

www.dawateislami.net

یہاں سے واضح ہوا کہ حلال جانور بھی انسان کے لیے اسی وقت حلال ہوتا ہے، جب اسے شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذبح کر لیا گیا ہو۔ لہذا اگر شریعت کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ کر کسی طریقے سے جانور ذبح کیا گیا یا ذبح سے پہلے اس کا کوئی حصہ جدا کر لیا گیا، تو وہ ہمارے لیے مردار و حرام ہے۔[1]

علماء نے قرآن و سنت کی روشنی میں ذبح کے درست ہونے کی مختلف شرائط بیان کی ہیں:

(۱) ذبح کرنے والا عاقل ہو۔

(۲) ذبح کرنے والا مسلم ہو یا کتابی۔

(۳) اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ ذبح کرنا۔

(۴) خود ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے۔

(۵) نام الٰہی (عزوجل) لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو۔

(۶) ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لے۔

(۷) جس جانور کو ذبح کیا جائے، وہ وقت ذبح زندہ ہو، اگرچہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔[2]

ذبح کا عام طریقہ جو صدیوں سے چلتا آرہا ہے، وہ یہی ہے کہ انسان چھری ہاتھ میں لے کر جانور کی گردن میں چلاتا ہے اور یوں گردن کی رگیں کاٹ دیتا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں

2...رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَا قُطِعَ مِنَ البَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ" یعنی جو حصہ کسی جانور سے اس حال میں کاٹا جائے کہ وہ زندہ ہو، تو وہ (کٹا ہوا حصہ) مردار ہے۔ (سنن الترمذی، جلد3، صفحہ 145، حدیث: 1480، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)

1...بہار شریعت، جلد3، حصہ 15، صفحہ 313-314 (ملخصا)، مکتبۃ المدینہ، کراچی

www.dawateislami.net

سائنسی ترقی و ٹیکنالوجی کے سبب جہاں اور بہت سارے نئے شرعی مسائل سامنے آئے ہیں، وہیں ذبح کے معاملات میں بھی مشینی اور صنعتی ترقی کے باعث کئی نئے طریقے منظر عام پر آئے ہیں۔ تاہم دینِ اسلام میں قیامت تک ہر نئی پیش آنے والی صورت کا حکم اسلام کی جامع تعلیمات اور اصول و ضوابط پر مشتمل کامل رہنمائی میں موجود ہے۔ جیسے جیسے ہر دور میں نئے مسائل جنم لیتے ہیں، تو ماہرینِ فقہ اور اصحابِ فتوی ان کا شرعی حکم اُمّت کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

اس کتاب میں بھی ذبح کے درج ذیل دو طریقوں کے متعلق شرعی رہنمائی پیش کی گئی ہے۔

(1) مشینی ذبح (Machinal Slaughtering): مشینی ذبح کا طریقہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ مشین پر تیز چھرا یا بلیڈ لگا ہوتا ہے، جو بجلی کی پاور ملنے پر چلنا شروع ہو جاتا ہے اور دوسری طرف کنویئر بیلٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی مرغیاں اس طرف بڑھتی رہتی ہیں اور ذبح ہوتی رہتی ہیں۔ ایک مسلمان شخص بٹن دبا کر مشین چلا دیتا ہے اور قریب کھڑا ہو کر بسم اللہ و تکبیر کا ورد کرتا رہتا ہے۔ اس سسٹم میں آلۂ ذبح یعنی مشین پر لگا ہوا چُھرا، نہ تو کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نہ یہ انسان کی قوت سے چلتا ہے۔

(2) الیکٹرک چھری (Electric Knife) سے ذبح: الیکٹریکل چاقو/ چھری میں بیٹری لگی ہوتی ہے یا یہ تار کے ذریعے الیکٹرک سپلائی کے ساتھ مربوط ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس میں زبردست پاور ہوتی ہے۔ اور جب نارمل چاقو کی طرح آدمی اس کو ہاتھ میں پکڑ کر بٹن دباتا ہے، تو بلیڈ الیکٹرک پاور کی وجہ سے آگے پیچھے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سے جانور کو تیزی کے ساتھ ذبح کیا جا سکتا ہے اور بہت آسانی کے ساتھ یہ کام ہو جاتا ہے، یہ چھری اس طرح نہیں کہ

www.dawateislami.net

خود بخود جانور ذبح کر دے، بلکہ انسان کو خود اسے پکڑنا پڑتا ہے اور جانور کی گردن پر رکھنا پڑتا ہے۔ بس اس کی وجہ سے زیادہ قوت نہیں لگانی پڑتی، بآسانی جانور ذبح ہو جاتا ہے۔

مشینی ذبح کے متعلق علماء پہلے بھی شرعی حکم واضح کر چکے ہیں، البتہ الیکٹرک چھری سے ذبح والا معاملہ جدید (نیا) ہے۔ بہر حال اس کتاب میں ذبح کے ان دونوں طریقوں سے جانور ذبح کرنے کا شرعی حکم، فقہی دلائل کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کے درست ہونے کی ایک بنیادی شرط یہ ہوتی ہے کہ اہلیت رکھنے والا انسان اپنی قوت سے جانور ذبح کرے اور اس ذبح میں کسی ایسے کی قوت شامل نہ ہوئی ہو، جو ذبح کی اہلیت نہیں رکھتا۔ یہ شرط مذکورہ بالا دونوں طریقوں میں پوری نہیں ہوتی۔ مشینی ذبح میں تو ذبح کا آلہ بجلی کی قوت سے چلتا ہے اور الیکٹرک چھری سے ذبح کرنے میں اگرچہ انسان ہی یہ چھری چلاتا ہے، لیکن اس میں بھی چھری کا بلیڈ الیکٹرک پاور کی قوت سے حرکت کرتا ہے، تو یوں انسانی قوت کے ساتھ ساتھ الیکٹرک پاور بھی ذبح کے عمل میں شامل ہو جاتی ہے، جبکہ بجلی کا ذابح ہونا درست نہیں۔ جیسا کہ فقہائے کرام نے ہوا کے زور سے چلنے والے تیر سے ذبح ہونے والے جانور کو حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے مشین سے ذبح کیا جانے والا جانور اور الیکٹرک چھری سے ذبح کیا جانے والا جانور حرام اور مردار ہے اور مسلمان کے لیے اسے کھانا، جائز نہیں ہے۔ دلائل کی تفصیل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب میں دونوں موضوعات پر دو الگ الگ فتوے ہیں۔ جن کو اکٹھا کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ امید و دعا ہے کہ یہ کتاب نہ صرف عوام بلکہ طلباء اور علماء کے لیے مفید ہو۔

یہ کتاب دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی) کے ذیلی شعبے "**حلال ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل**" کی جانب سے پیش کی جارہی ہے۔ اس شعبے کی جانب سے پہلے بھی کئی کتب

www.dawateislami.net

جاری ہو چکی ہیں، مثلا:

- مسلم و غیر مسلم ممالک سے ملنے والی پنیر (Cheese) کا شرعی حکم
- گوشت کے وہ حصے جن کا کھانا منع ہے۔

اس کے علاوہ حلال فوڈ انڈسٹری اور کاسمیٹک وغیرہ کی مصنوعات سے متعلق کئی فتاوی شائع ہو چکے ہیں۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

محمد ساجد عطاری

03 ربیع النور، 1447ھ / 28 اگست، 2025ء

www.dawateislami.net

مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مشین سے ذبح کیا گیا جانور حرام اور مردار ہے، اسے کھانا ہرگز جائز نہیں، بلکہ سخت حرام و گناہ ہے۔

اس حکم کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ مشینی ذبیحہ کے سسٹم میں مشین پر تیز چھرا یا بلیڈ لگا ہوتا ہے، جو بجلی کی پاور ملنے پر چلنا شروع ہو جاتا ہے اور دوسری طرف کنوئیر بیلٹ کے ساتھ لٹکی ہوئی مرغیاں اس طرف بڑھتی رہتی ہیں اور ذبح ہوتی رہتی ہیں۔ ایک مسلمان شخص مشین کا بٹن دبا کر اسے چلا دیتا ہے اور قریب کھڑا ہو کر بسم اللہ کا ورد کرتا رہتا ہے۔

اس سسٹم میں آلۂ ذبح یعنی مشین پر لگا ہوا چُھرا نہ تو کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نہ یہ انسان کی قوت سے چلتا ہے، بلکہ یہاں انسان کا کام فقط اتنا ہوتا ہے کہ مشین سے بجلی کا رشتہ کٹا ہوا تھا، اس نے بٹن دبا کر اس رشتے کو جوڑ دیا۔ یوں "مشین تک بجلی پہنچانے" کا فعل تو اس انسان کی طرف منسوب ہو گا، لیکن فعلِ ذبح کی نسبت اس انسان کی طرف نہیں ہو گی، بلکہ اس فعلِ ذبح کا اصل فاعل اور مباشِر بجلی شمار ہو گی، جس نے آلہ ذبح چلایا۔ لہذا یہاں ذابح کوئی انسان نہیں، بلکہ یہ بجلی ہی ذابح ہے کہ اسی کی قوت سے آلہ ذبح چلتا ہے۔ حتی کہ بٹن دبانے والا انسان وہاں سے چلا بھی جائے، تب بھی مشین بجلی کی قوت سے جانور ذبح کرتی رہتی ہے۔ اور بالفرض اگر سسٹم میں

www.dawateislami.net

بجلی نہ آرہی ہو، تو اب انسان لاکھ بار بٹن دبالے، تب بھی مشین نہیں چلے گی اور جانور ذبح نہیں ہوگا۔ یہ امور اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ مشینی ذبیحہ میں ذبح کا فعل اس انسان کا فعل نہیں، بلکہ بجلی کی قوت کا فعل ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی، تو اس سے مشینی ذبیحہ کا حکم بھی واضح ہوگیا کہ یہ حرام اور مردار ہے، کیونکہ ذبح درست ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا کوئی عقل رکھنے والا اہل انسان (یعنی مسلمان یا اہل کتاب) ہو، یوں کہ وہ اپنی ذاتی قوت کے ساتھ ذبح کرے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرے اور ظاہر ہے کہ بجلی جو یہاں ذبح کا فعل کر رہی ہے، اس میں یہ شرائط پوری نہیں ہو رہیں، اس لیے ایسا ذبح شدہ جانور حرام و مردار ہے۔

متعلقہ جزئیات اور فقہاء کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

ذبح اختیاری و اضطراری کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”يشترط لذكاة الاضطرار ما يشترط لذكاة الاختيار من قيام أصل الحياة في الحيوان، وكون الآلة جارحة، وكون الذابح يعقل الذبح والتسمية مسلما كان أو كتابيا، وتسمية الله تعالى حقيقة أو حكما وكونه يريد به التسمية على الذبح، وتجريد اسم الله تعالى عن ذكر اسم غيره“ یعنی اضطراری تذکیہ میں بھی وہی شرائط ہوں گی، جو اختیاری تذکیہ میں ہیں، یعنی: جانور میں اصلِ حیات (زندگی کی رمق) موجود ہو، آلہ تیز دھار اور زخم کرنے والا ہو، ذبح کرنے والا ذبح کی اور تسمیہ کی عقل رکھنے والا ہو، مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو۔ تسمیہ (بسم اللہ) کہی جائے، چاہے حقیقتاً ہو یا حکماً، اور یہ کہ وہ ذبح پر بسم اللہ کہنے کی نیت سے کہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو کسی اور کے نام کے ساتھ نہ ملائے، بلکہ خالصتاً اللہ کا نام بولے۔ [1]

1...فاکھۃ البستان، صفحہ 105-106، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

جانور کے حلال ہونے کی شرائط کا ذکر تنویر الابصار و در المختار میں یوں ہے:"(وشرط كون الذابح مسلما۔۔۔أو كتابيا)۔۔۔يعقل التسمية والذبح) ويقدر۔۔۔وفيها (وتشترط) التسمية من الذابح (حال الذبح)"یعنی ذابح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے اور یہ کہ وہ ایسا ہو، جو نام الٰہی لینے اور ذبح کرنے کا شعور بھی رکھتا ہو، نیز وہ ذبح پر قادر بھی ہو اور فتاوی بزازیہ میں ہے کہ ذابح کا وقتِ ذبح تسمیہ پڑھنا شرط ہے۔ ملخصا۔[1]

جانور اسی وقت حلال ہوتا ہے، جب ذکاۃ کا عمل کوئی انسان کرے ورنہ حلال نہیں ہوتا، جیسا کہ مبسوط سرخسی میں ہے:"التذكية إنما تكون موجبا للحل إذا حصل من الآدمي "یعنی تذکیہ (ذبح) اسی وقت حلال ہونے کا موجب ہوتا ہے، جب وہ انسان کے فعل سے واقع ہو۔[2]

یونہی علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:"الشرط أن يذبحه إنسان أو يجرحه وبدون ذلك لا يحل "ترجمہ: شرط یہ ہے کہ انسان اس کو ذبح کرے یا اس کو زخم لگائے، اس کے بغیر وہ حلال نہیں۔[3]

اسی وجہ سے علماء لکھتے ہیں کہ اگر کسی جگہ رکھے ہوئے تیر کو زور دار "ہَوا" کی قوت نے اٹھا کر جانور کو لگا دیا، تو یہ جانور حلال نہیں ہوگا، کیونکہ یہ "ہَوا" کے فعل سے ہوا ہے اور "ہَوا" کا فعل شرعی تذکیہ نہیں۔ یونہی فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان نے تیر چلایا اور "ہَوا" نے اس تیر کا رخ بدل دیا اور وہ شکار کو لگا، تو یہ شکار حلال نہ ہوگا، کیونکہ یہ "ہَوا" کے فعل سے ہوا۔

چنانچہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:"سهم موضوع في موضع حمله الريح

1...۔ درالمختار شرح تنویر الابصار، صفحہ 640-641، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

2...۔ المبسوط للسرخسی، جلد 11، صفحہ 222، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

3...۔ تبیین الحقائق، جلد 6، صفحہ 226، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ، قاھرہ

www.dawateislami.net

فضربه على صيد فمات، وفعل الريح لا يكون ذكاة الصيد" یعنی اگر کوئی تیر کسی جگہ رکھا ہوا تھا اور ہوا نے اسے اٹھا کر شکار پر مارا، جس سے وہ مر گیا، تو یہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ ہوا کا فعل ذکاۃ شمار نہیں ہوتا۔[1]

مزید لکھتے ہیں: "وإن عرض للسهم ريح فرده إلى ما وراءه فأصاب صيدا لم يؤكل، لأن الإصابة لم تكن بقوة الرامي بل بقوة الريح--- إذا رده الريح يمنة أو يسرة فقد انقطع حكم هذه الإضافة؛ لأن الرامي لا يحب مضي السهم يمنة أو يسرة فيصير مضافا إلى الريح لا إلى الرامي" یعنی اگر ہوا نے تیر کا رخ موڑ کر اسے پیچھے کی طرف کر دیا اور وہ کسی شکار کو جا لگا، تو وہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ نشانہ تیر انداز کی قوت سے نہیں، بلکہ ہوا کی قوت سے لگا۔ جب ہوا تیر کو دائیں یا بائیں موڑ دے، تو تیر انداز کے فعل کی نسبت ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ تیر چلانے والا یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا تیر دائیں یا بائیں جانب جائے۔ اس لیے تیر کا نشانہ لگنا تیر انداز کے بجائے ہوا کی طرف منسوب ہو گا۔[2]

بدائع میں ہے: "فإن أمالت الريح السهم إلى ناحية أخرى يمينا أو شمالا فأصاب صيدا آخر لم يؤكل؛ لأن السهم إذا تحول عن سننه فقد انقطع حكم الرمي فصارت الإصابة بغير فعل الرامي فلا يحل" یعنی اگر ہوا نے تیر کا رخ کسی اور جانب، دائیں یا بائیں، موڑ دیا اور وہ کسی دوسرے شکار کو جا لگا، تو وہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ جب تیر اپنی اصل سمت سے ہٹ جائے، تو تیر اندازی کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور نشانہ تیر انداز کے فعل سے نہیں، بلکہ کسی اور سبب سے لگتا ہے، لہٰذا وہ شکار جائز نہیں ہو گا۔[3]

1...المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ252، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

2...المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ252، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

3...بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ55، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی لکھتے ہیں: ”ان مسائل میں صاحب عقل و شعور مسلمان نے اپنی قوت سے شکار پر آلہ جرح ”تیر“ کو چلایا ہے، مگر ہوا یا دیوار یا چٹان وغیرہ نے اسے دوسرے رُخ پر پھیر دیا، تو اب جانور کو زخمی کرنا مسلمان کا فعل نہیں قرار پاتا بلکہ ہوا، دیوار یا چٹان کا فعل قرار پاتا ہے اور اسی لیے وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور مشین کے نظامِ ذبح میں آلہ ذبح ”چھرا“ کو مسلمان اپنی قوت سے نہیں چلاتا، بلکہ وہ صرف بجلی کی قوت سے چلتا ہے، تو یہ ذبح بدرجہ اولیٰ انسان کا فعل نہ ٹھہرے گا، بلکہ صرف بجلی کا فعل ٹھہرے گا۔ لہٰذا جیسے تلوار کسی طرح گر کر جانور کو ذبح کر دے یا ہوا وغیرہ کی قوت سے تیر چل کر جانور کو زخم لگا دے، تو وہ جانور حرام ہوتا ہے، ویسے ہی مشینی ذبیحہ بھی حرام ہو گا۔ یہاں واضح رہے کہ تیر اندازی میں ہوا سے احتراز ممکن نہیں، کیونکہ تیر ہوا میں ہی چلایا جاتا ہے اور زیادہ تر حالات میں شکار تک تیر پہنچانے میں ہوا کی قوت بھی شامل ہو جاتی ہے، اس لیے جب تک ہوا تیر کو اس کی روش سے نہ ہٹائے، فعل تیر انداز کا ہی مانا جائے گا۔“[1]

ان عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ ذبح اسی وقت درست ہوتا ہے، جب عقل و شعور رکھنے والا اہل انسان ذبح کرے۔ اسی وجہ سے علماء نے ”ہوا“ کے فعل سے ذبح ہونے والے جانور کو حلال شمار نہیں کیا، تو جس طرح ہوا کے فعل سے ذبح شدہ جانور حلال نہیں، اسی طرح بجلی کے فعل سے ذبح ہونے والا جانور بھی حلال نہیں ہو سکتا۔

شبہ: (مشین جب انسان چلاتا ہے، تو یہ ذبح انسان کا فعل کیوں نہیں؟)

یہاں ایک شبہ ذہن میں آ سکتا ہے کہ جس طرح چھری سے انسان ذبح کرے، تو وہ انسان کا فعل شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح مشین کو جب انسان ہی چلا رہا ہے، وہ خود بخود نہیں چل رہی،

---

1 ...مشینی ذبیحہ کا حکم، صفحہ 53-54، مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ

www.dawateislami.net

تو یہ ذبح بھی اس مشین کو چلانے والے انسان کا ذبح شمار کرنا چاہیے کہ آلہ کا فعل اس کے چلانے والے کی طرف منسوب ہوتا ہے۔بدائع میں ہے:"والركن في الذكاة ۔۔۔ الاضطرارية هو الجرح وذلک مضاف إلى الرامي والمرسل وإنما السهم والكلب آلة الجرح والفعل يضاف إلى مستعمل الآلة لا إلى الآلة"یعنی ذکاۃِ اضطراری میں زخم پہنچانا رکن ہے اور یہ زخم تیر چلانے والے اور شکار پر کتا چھوڑنے والے کی طرف منسوب ہوگا، تیر اور کتا محض زخم پہنچانے کے آلات ہیں اور فعل کا انتساب آلہ کی بجائے، اس کے استعمال کرنے والے کی طرف ہوتا ہے۔[1]

ازالہ شبہ:

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ آلہ کا فعل انسان کی طرف اُس وقت منسوب ہوتا ہے، جب وہ آلہ خالصتاً انسان نے اپنی قوت سے چلایا ہو، جیسے انسان چھری پکڑ کر خود جانور کی گردن پر چلائے، تو یہاں انسان ہی ذابح قرار پائے گا۔ حتی کہ اگر آلہ ذبح میں انسان کی قوت بالواسطہ پہنچی، تو بھی وہ ذبیحہ انسان کا شمار ہوگا، جیسے اگر مسلمان نے تیر چلایا اور یہ تیر، دیوار پر رکھے ہوئے دوسرے تیر کو لگا اور یہ دوسرا تیر جا کر جانور کو لگا، تو یہ جانور حلال ہوگا، کیونکہ دوسرا تیر جس سے جانور شکار ہوا، یہ خالصتاً مسلمان کی قوت سے ہی چلا تھا، اگرچہ یہ قوت پہلے تیر کے واسطے سے اس دوسرے تیر تک پہنچی۔لہذا یہاں ذابح وہی مسلمان ہے، جس نے پہلا تیر چلایا، لیکن جہاں آلہ ذبح، انسان کی قوت کے بجائے کسی اور قوت سے چلا، تو وہ دوسری قوت ہی ذابح شمار ہوگی، جیسے ہوا کی مثال میں گزرا۔

تبیین میں ہے:"ولو رمى سهما فأصاب سهما موضوعا على حائط فدفعه ومضى السهم الثاني وأصاب صيدا فقتله حل؛ لأن اندفاع السهم الثاني بواسطة الأول فأضيف إلى

---

1 ۔۔۔بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ49، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

رامیہ کأنہ رماہ بہ "ترجمہ: اگر کسی نے تیر پھینکا اور وہ ایک دیوار پر رکھے ہوئے تیر سے ٹکرایا اور اس سے دوسرا تیر آگے بڑھا اور شکار کو جالگا اور اسے مار ڈالا، تو وہ شکار حلال ہو گا؛ کیونکہ دوسرا تیر پہلے تیر کے ذریعے چلا، تو وہ تیر چلانے والے شخص کی طرف منسوب ہو گا، گویا اسی نے اس دوسرے تیر کو بھی پھینکا۔[1]

اسی مسئلے کے متعلق البحر الرائق اور تتارخانیہ میں ہے، واللفظ لاول: "لأن المرفوع إنما ارتفع بقوۃ السھم الأول فیکون نفوذہ بواسطۃ الأول "ترجمہ: کیونکہ جو دوسرا تیر اٹھا، وہ در حقیقت پہلے تیر کی قوت سے ہی اٹھا، تو اس کا جانور کو لگنا، پہلے تیر کے واسطے سے ہوا۔[2]

یہاں سے ظاہر ہوا کہ آلۂ ذبح انسان کی اپنی قوت سے چلے گا، تو یہ انسان کا فعل شمار ہو گا۔ لیکن ظاہر و بدیہی بات ہے کہ مشینی ذبیحہ میں ذبح کے بلیڈ کا چلنا، انسان کی اپنی قوت سے نہیں ہوتا، بلکہ انسان کی قوت بٹن دبانے تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد آلۂ ذبح کو چلانے والی قوت، بجلی کی قوت ہوتی ہے۔ لہذا اس طور پر ذبح کا فعل اس انسان کی طرف منسوب نہیں ہو گا، بلکہ بجلی کی قوت کی طرف منسوب ہو گا۔

سبب بننے کے اعتبار سے انسان کی طرف نسبت کا معاملہ:

اور اگر یہ کہا جائے کہ مشین میں بجلی کی قوت آنے کا سبب تو وہ انسان ہی بنا ہے، جس نے مشین کا بٹن دبایا، تو سبب بننے کی حیثیت سے یہ انسان کا فعل ہو گا اور یوں انسان کو ذابح شمار کیا جانا چاہیے۔

---

1 ....تبیین الحقائق، جلد 6، صفحہ 61، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریۃ، بولاق

2 ....البحر الرائق، جلد 8، صفحہ 259، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی/تتارخانیہ، جلد 18، صفحہ 478، مطبوعہ ھند

www.dawateislami.net

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اس اعتبار سے بھی انسان کو ذابح شمار کرتے ہوئے جانور کو حلال قرار نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ فعل کو اس کے اصل فاعل و مباشر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، نہ کہ مسبِّب (سبب بننے والے) کی طرف۔ ہاں باب الجنایات (جرم و تاوان کے معاملات) میں بعض اوقات خلافِ قیاس سبب بننے والے کو مجرم شمار کر لیا جاتا ہے۔ لیکن جانور کو ذبح کرنے کا معاملہ باب الجنایات سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ یہ حلال و حرام کا خالص دینی معاملہ ہے اور ایسے معاملے میں اصل اصول و قیاس کے مطابق فعل، اصل فاعل و مباشر کی طرف ہی منسوب ہوتا ہے۔ علمائے کرام کے کلام سے اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں، جس سے اس بات کو سمجھنا آسان ہو گا۔

چنانچہ علمائے کرام لکھتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان نے مجوسی شخص پر اکراہ کیا (یعنی اسے قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر مجبور کیا) کہ وہ کسی کی بکری ذبح کرے اور مجوسی نے بکری ذبح کر دی، تو اس بکری کا تاوان، اس مسلمان پر ہو گا، جس نے مجوسی پر اکراہ کیا اور اسے مجبور کیا، لیکن یہ بکری مردار و حرام ہو گی۔

یہاں دیکھا جائے تو ذبح کے فعل کا اصل فاعل و مباشر تو مجوسی ہی ہے، لیکن اس کا سبب وہ مسلمان بنا، جس نے مجوسی پر اکراہ کر کے اسے ذبح پر مجبور کیا۔ اسی وجہ سے یہاں بکری کا مالک اپنی بکری کا تاوان اس مجوسی سے نہیں لے گا، بلکہ اس مسلمان سے لے گا، جس نے مجوسی کو ذبح پر مجبور کیا تھا اور وہ مجوسی جسے مجبور کیا گیا، وہ گویا ایک آلے کی حیثیت اختیار کر گیا اور مجبور کرنے والا مسلمان اس آلے کو استعمال کرنے والا ہوا اور فعل اس کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس نے آلہ استعمال کیا، تو یہاں بھی اس مسلمان کے ذمہ تاوان لازم آئے گا، جس نے مجبور کیا اور مجوسی کو

www.dawateislami.net

آلہ بنا کر مال تلف کیا۔

لیکن ساتھ ہی ساتھ علماء نے یہاں یہ بھی واضح کیا کہ سبب بننے والے مسلمان کی طرف جو ذبح کے فعل کی نسبت ہے، یہ فقط مال کے تاوان لازم ہونے کی حد تک ہو گی۔ باقی جہاں تک جانور کے حلال یا حرام ہونے کا معاملہ ہے، تو اس اعتبار سے ذبح کا فعل، اس مجوسی کی طرف ہی منسوب رہے گا، جس نے بکری کی گردن پر چھری چلائی، کیونکہ وہی اس فعل کا اصل فاعل و مباشر ہے۔ لہذا ذابح چونکہ مجوسی ہے، اس لیے یہ جانور حرام و مردار ہو گا۔

ہدایہ میں ہے: "(وإن أكره على إتلاف مال مسلم بأمر يخاف على نفسه أو على عضو من أعضائه وسعه أن يفعل ذلك... ولصاحب المال أن يضمن المكره) لأن المكره آلة للمكره فيما يصلح آلة له والإتلاف من هذا القبيل... وفي إكراه المجوسي على ذبح شاة الغير ينتقل الفعل إلى المكره في الإتلاف دون الذكاة حتى يحرم كذا هذا" ترجمہ: اگر کسی کو مسلمان کے مال کو تلف کرنے پر اکراہ (مجبور) کیا گیا، ایسی دھمکی کے ساتھ کہ جس کے نتیجے میں اسے اپنی جان یا اپنے کسی عضو کے تلف ہونے کا خوف ہے، تو اس کے لیے یہ فعل کرنا، جائز ہے۔۔۔ اور مال کے مالک کو اختیار ہو گا کہ وہ اس مجبور کرنے والے شخص سے تاوان کا مطالبہ کرے، کیونکہ مُکرَہ (جس پر اکراہ ہوا ہو)، مُکرِہ (اکراہ کرنے والے) کے لیے اس چیز میں آلہ ہوتا ہے، جس میں وہ آلہ بن سکتا ہے اور مال کا تلف کرنا، اسی قبیل سے ہے۔ اور اگر کسی مجوسی کو دوسرے کی بکری ذبح کرنے پر مجبور کیا جائے، تو یہ فعل مال تلف کرنے کے معاملے میں اکراہ کرنے والے کی طرف منسوب ہو گا، لیکن شرعی تذکیہ کے اعتبار سے اس کی طرف منسوب نہیں ہو گا (بلکہ مجوسی کی طرف منسوب ہو گا)، لہذا یہ جانور حرام ہو گا۔[1]

1...الھدایہ، کتاب الاکراہ، جلد3، صفحہ350، مطبوعہ لاھور

www.dawateislami.net

تبیین الحقائق میں ہے: ”وكذا لو أكره مسلم مجوسيا على ذبح شاة فإنه ينتقل الفعل إلى المسلم الآمر في حق الإتلاف فيجب عليه الضمان ولا ينتقل في حق الحل؛ لأنه لا يصلح أن يكون آلة له في حقه؛ لأن الحل في الذبح في الدين “ترجمہ: اسی طرح اگر مسلمان نے مجوسی کو بکری ذبح کرنے پر مجبور کیا، تو تلف کرنے کے اعتبار سے یہ فعل مسلمان آمِر (حکم دینے والے) کی طرف منسوب ہو گا، لہٰذا اس پر ضمان لازم آئے گا، لیکن حلت کے اعتبار سے یہ فعل منتقل نہیں ہو گا؛ کیونکہ مجوسی، اس اعتبار سے ذبح کا آلہ نہیں بن سکتا، اس لیے کہ ذبح کے ذریعے جانور کا حلال ہونا یہ دینی معاملہ ہے۔[1]

اس مثال کو سامنے رکھ کر ہم غور کریں، تو بعینہ یہی صورت مشینی ذبیحہ والے مسئلے میں بھی ہے کہ جانور کی گردن پر جو چھری چلتی ہے، تو وہ بجلی کی قوت سے ہی چلتی ہے۔ بجلی کی یہ قوت ہی ذبح کے فعل کی اصل فاعل و مباشر ہے۔ لیکن اس بجلی کو چلانے کا سبب وہ انسان بنتا ہے، جو مشین کا بٹن دبا کر بجلی کا منقطع رشتہ، مشین کے ساتھ جوڑ دیتا ہے۔ تو جس طرح مجوسی کو مسلمان نے ذبح پر مجبور کیا تھا، وہی کام یہاں مسلمان نے بجلی کی قوت کے ساتھ کیا ہے، جیسے وہاں جانور کے حلال و حرام ہونے کے اعتبار سے ذابح مسلمان کو نہیں، بلکہ مجوسی کو شمار کیا گیا، یہاں بھی ذابح اسی بجلی کو شمار کیا جائے گا اور بجلی ایسا ذابح ہے، جس کا ذبیحہ حلال نہیں، لہٰذا مشینی ذبیحہ حرام ہی کہلائے گا۔

یہیں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جب مشین چلانے والا شخص ذابح نہیں ہے، تو ایسے شخص کا پاس کھڑے ہو کر، بسم اللہ کا ورد کرتے رہنا بھی جانور کو حلال نہ کرے گا، کیونکہ بسم اللہ، اس کی

---

1 ...تبیین الحقائق جلد 5، صفحہ 187، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ، بولاق

www.dawateislami.net

طرف سے ہونا ضروری ہے، جو ذابح ہے۔

نوٹ: مشینی ذبیحہ کے حکم کی مزید تفصیل دیکھنا چاہیں، تو حضرت قبلہ مفتی محمد نظام الدین رضوی دامت برکاتھم العالیہ کی کتاب "مشینی ذبیحہ کا حکم" ملاحظہ فرمائیں۔ اس کتاب میں انہوں نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ چاروں فقہی مذاہب کے اصولوں کی روشنی میں مشینی ذبیحہ حرام ہے۔ نیز بعض لوگوں کی طرف سے جواز کے جو دلائل پیش کیے گئے، تو ان کا بھی مفصل جواب اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

15 محرم الحرام 1447ھ/11 جولائی 2025ء

www.dawateislami.net

الیکٹرک چھری سے ذبح کا شرعی حکم:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ الیکٹریکل چاقو/ چھری کے ذریعے ذبح کرنا کیسا ہے؟ اس چھری میں بیٹری لگی ہوتی ہے یا تار کے ذریعے الیکٹرک سپلائی کے ساتھ مربوط ہوتی ہے، جس کی وجہ سے اس میں زبردست پاور ہوتی ہے اور جب نارمل چاقو کی طرح آدمی اس کو ہاتھ میں پکڑ کر بٹن دباتا ہے، تو بلیڈ الیکٹرک پاور کی وجہ سے آگے پیچھے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے سے جانور کو تیزی کے ساتھ ذبح کیا جاسکتا ہے اور گوشت وغیرہ بھی کاٹا جاتا ہے۔ اور بہت آسانی کے ساتھ یہ کام ہو جاتا ہے، یہ چھری اس طرح نہیں کہ خود بخود جانور ذبح کر دے بلکہ انسان کو خود اسے پکڑنا پڑتا ہے اور ذبح کرنا پڑتا ہے، بس اس کی وجہ سے زیادہ قوت نہیں لگانی پڑتی، بآسانی جانور ذبح بھی ہو جاتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان اس چھری کے ساتھ تکبیر پڑھ کے ذبح کرے، تو کیا جانور حلال ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سوال میں بیان کیے گئے الیکٹرک چاقو/ چھری سے اگر جانور ذبح کیا گیا، تو ذبح درست نہ ہو گا اور وہ جانور بھی حلال نہیں ہو گا، اگرچہ مسلمان نے تکبیر پڑھ کے ذبح کیا ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ الیکٹرک چھری اگرچہ انسان ہی جانور کی گردن پر رکھتا ہے، لیکن جانور کے ذبح کا عمل فقط انسان کی قوت سے نہیں ہوتا، بلکہ انسان کی قوت کے ساتھ ساتھ الیکٹرک قوت بھی شامل ہو جاتی ہے، کیونکہ فعلِ ذبح چھری کے بلیڈ کے آگے پیچھے ہونے سے ہی وجود میں آتا ہے اور بلیڈ کی یہ حرکت الیکٹرک پاور / قوت کی بدولت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

www.dawateislami.net

ذبح کرنے والے کو اتنی قوت نہیں لگانی پڑتی، جتنی عام چھری سے ذبح کرتے وقت لگانی پڑتی ہے۔

بلکہ الیکٹرک چھری سے ذبح کے عمل میں بجلی کی قوت ہی غالب ہوتی ہے۔اس کو الیکٹرانک آری کی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ انسان آری کو لکڑی کے اوپر رکھتا اور سنبھالتا ہے مگر لکڑی کا کٹنا، آری کے بلیڈ کے آگے پیچھے ہونے سے وجود میں آتا ہے۔کوئی بھی ذی شعور یہ نہیں کہے گا کہ یہاں انسان کے پکڑنے اور دبانے سے لکڑی کٹی ہے، کیونکہ بغیر بلیڈ کی حرکت کے فقط آری دبانے سے لکڑی کبھی نہیں کٹ سکتی۔بعینہ یہی صورت یہاں بھی ہے کہ انسان صرف الیکٹرک چھری کو جانور کی گردن پر رکھے گا یا معمولی قوت سے دبائے گا یا کچھ حرکت دے گا، مگر اصل ذبح کا وجود بلیڈ کی تیز حرکت سے ہوتا ہے اور بلیڈ کی یہ حرکت بجلی کی قوت کی بدولت ہے۔

بہر حال اگر الیکٹرک چھری سے ذبح کرنے میں انسان اپنی بھی پوری قوت سے ذبح میں حصہ لے،تب بھی ذبح کے عمل میں بجلی کی قوت کی شمولیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا،تو گویا یہ بات طے ہے کہ یہاں دو ذابح ہیں۔(1)وہ انسان جس کے ہاتھ میں چھری ہے۔(2)الیکٹرک پاور جس کی وجہ سے چھری کا بلیڈ حرکت میں آیا۔

اور شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر عملِ ذبح دو افراد کی طرف سے ہو، تو ان دونوں کا اہل ہونا اور بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے، ورنہ جانور حلال نہیں ہو گا اور یہاں ایک ذابح تو اہل ہے یعنی مسلمان ہے اور وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام بھی لیتا ہے، لیکن دوسرے ذابح (الیکٹرک پاور) میں یہ شرائط نہیں پائی جارہیں، اس لیے یہ ذبح درست نہیں ہو گا۔بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہاں ذبح میں دو سبب جمع ہو رہے ہیں۔ایک سبب مسلمان کا ذبح کرنا ہے، جو جانور کے حلال ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور دوسرا سبب بجلی کی قوت کا ذبح کرنا ہے اور یہ سبب ذبیحہ کے حرام ہونے کا تقاضا

www.dawateislami.net

کرتا ہے (کیونکہ جانور اسی وقت حلال ہوتا ہے، جب ذبح کا عمل کوئی اہل انسان کرے)۔ اور اصول یہ ہے کہ جب حلال و حرام دونوں کے اسباب جمع ہو جائیں، تو احتیاطاً حرام سبب کو ترجیح دی جاتی ہے۔

اب متعلقہ جزئیات ملاحظہ فرمائیں:

ذبح میں دو بندوں کی قوت شامل ہو، تو دونوں ذابح شمار ہوتے ہیں اور دونوں کا ذبح کے لیے اہل ہونا اور وقت ذبح دونوں کا تکبیر کہنا ضروری ہے، ورنہ جانور حلال نہیں ہو گا۔ اس پر فقہائے کرام کی درج ذیل عبارات میں صراحت ہے۔

چنانچہ "فاکھۃ البستان" میں ہے: "الشرط الثالث منها ان لا يشارک الذابح ذابح لا يحل ذبحه حتى لو شارکه من هو كذلک لا تحل ذبيحته۔۔۔لان كل موضع اجتمع فيه جهة الحل والحرمة، غلب فيه جهة الحرمة احتياطا" ترجمہ: ذبح کی تیسری شرط یہ ہے کہ ذابح کے ساتھ کوئی ایسا ذابح شریک نہ ہو، جس کا ذبیحہ حلال نہیں، حتی کہ اگر کوئی ایسا شریک ہوا، تو ذبح حلال نہ ہو گا، کیونکہ ہر وہ مقام جس میں حلت و حرمت کی جہت مجتمع ہو، وہاں احتیاطاً حرمت کی جہت کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔[1]

فتاوی قاضیخان میں ہے: "رجل أراد أن يضحي فوضع صاحب الشاة يده مع يد القصاب في المذبح وأعانه على الذبح حتى صار ذابحا مع القصاب قال الشيخ الإمام هذا رحمه الله تعالى يجب على كل واحد منهما التسمية حتى لو ترک أحدهما التسمية لا تحل الذبيحة" ترجمہ: کسی شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا اور بکری کے مالک نے اپنا ہاتھ قصاب کے ہاتھ کے ساتھ مذبح پر رکھ دیا اور اسے ذبح میں مدد دی، یہاں تک کہ وہ بھی قصاب کے ساتھ ذبح

---

1 ۔۔۔فاکھۃ البستان، صفحہ 69-70، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

کرنے والا شمار ہوا، تو شیخ امام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دونوں پر تسمیہ (بسم اللہ کہنا) واجب ہو گا۔ لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک نے تسمیہ چھوڑ دی، تو ذبیحہ حلال نہ ہو گا۔[1]

مبسوط میں ہے: "(وإذا عجز المسلم عن مد قوسه وأعانه مجوسي على مده لم يحل الصيد) لاجتماع الموجب للحظر، والموجب للحل، فإن فعل المجوسي من جنس فعل المسلم فتحققت المشاركة بينهما، كما لو أخذ مجوسي بيد المسلم فذبح، والسكين في يد المسلم" یعنی اگر کوئی مسلمان اپنی کمان کھینچنے سے عاجز ہوا اور مجوسی نے کمان کھینچنے میں اس کی مدد کی، تو اس کا شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ یہاں شکار کے حرام ہونے کا سبب اور حلال ہونے کا سبب، دونوں جمع ہو گئے ہیں۔ اس لیے کہ مجوسی کا فعل مسلمان کے فعل کی جنس سے ہے، لہٰذا ان دونوں کے درمیان شرکت متحقق ہو گئی، جیسا کہ اگر کوئی مجوسی مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر ذبح کرے، جبکہ چھری مسلمان کے ہاتھ میں ہو (تو اس صورت میں بھی ذبیحہ حلال نہ ہو گا)۔[2]

یونہی محیط رضوی میں اس کی علت یوں بیان کی ہے: "لانه شاركه في الذبح لانه استعمل معه آلة الذبح" ترجمہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ مجوسی نے ذبح میں مسلمان کے ساتھ شرکت کی، اس طرح کہ اس نے ذبح کے آلے کو مسلمان کے ساتھ مل کر استعمال کیا۔[3]

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "وہ معین ذابح جس پر تکبیر کہنا ضرور ہے، وہ ہے کہ ذابح کا ہاتھ ضعیف ہو، تنہا اس کی قوت سے ذبح نہ ہو سکتا ہو، یہ شخص نفس فعل میں اس کی امداد کرے، اس کے ساتھ چھری پر ہاتھ رکھے **اور ذبح دونوں قوتوں کے اجتماع سے واقع**

1...فتاوی قاضیخان، جلد3، صفحہ243، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

2...المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ251، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

3...محیط رضوی، جلد6، صفحہ19، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

ہو، اس حالت میں دونوں پر تکبیر لازم ہے۔ ایک بھی قصداً چھوڑے گا، ذبیحہ مردار ہو جائے گا "لانه اذا اجتمع المبيح والمحرم غلب المحرم "(کیونکہ مباح کرنے والی اور حرام کرنی والی دلیلیں جمع ہوں، تو حرام کی دلیل کو غالب کیا جاتا ہے۔ت)[1]

علمائے کرام نے یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ اگر غیر اہل کی قوت شامل ہونے کا احتمال پیدا ہو جائے، تب بھی وہ جانور حلال نہیں ہو گا، چنانچہ تحفۃ الفقہاء میں ہے:"ولو أصاب السهم حائطا أو صخرة فرجع السهم وأصاب الصيد فإنه لا يؤكل وهذا الأن الإرسال انقطع فاحتمل أنه حصل بقوة غيره ولا يحل مع الشك "ترجمہ: اگر تیر دیوار یا چٹان سے ٹکرا کر واپس آیا اور پھر شکار کو لگا، تو وہ شکار حلال نہیں ہو گا، کیونکہ اس صورت میں تیر کا ارسال (بھیجنا/ پھینکنا) منقطع ہو گیا اور یہ احتمال پیدا ہو گیا کہ شکار اس تیر چلانے والے کے علاوہ کسی اور کی قوت سے تلف ہوا اور شک کی حالت میں حلت ثابت نہیں ہوتی۔[2]

جانور اسی وقت حلال ہوتا ہے، جب ذکاۃ کا عمل کوئی انسان کرے، ورنہ حلال نہیں ہوتا، جیسا کہ مبسوط سرخسی میں ہے:"التذكية إنما تكون موجبا للحل إذا حصل من الآدمي "یعنی تذکیہ (ذبح) اسی وقت حلال ہونے کا موجب ہوتا ہے، جب وہ انسان کے فعل سے واقع ہو۔[3]

یونہی علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں:"الشرط أن يذبحه إنسان أو يجرحه وبدون ذلك لا يحل "ترجمہ: شرط یہ ہے کہ انسان اس کو ذبح کرے یا اس کو زخم لگائے، اس کے بغیر وہ حلال نہیں۔[4]

1...فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ221، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

2...تحفۃ الفقہاء، جلد3، صفحہ76، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

3...المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ222، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

4...تبیین الحقائق، جلد6، صفحہ226، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ، قاہرہ

www.dawateislami.net

اشکال:

آپ نے جو جزئیات بیان کیے ہیں، اس میں تو دونوں ذابح انسان ہیں، اس لیے ایک اگر اہل نہیں یا اس نے تسمیہ جان بوجھ کر چھوڑی، تو ذبیحہ حرام ہو رہا ہے۔ جبکہ الیکٹرک چھری میں دوسری چیز کوئی انسان نہیں ہے، بلکہ وہ تو اختیار اور شعور نہ رکھنے والی چیز بجلی ہے اور ایسی چیز کو ذابح شمار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہاں فقط اسی مسلمان کو ذابح شمار کرنا چاہیے، جس کے ہاتھ میں چھری ہے اور یوں ذبح درست ہونا چاہیے۔

جواب:

اختیار و شعور نہ رکھنے والی چیز بھی ذابح شمار ہو سکتی ہے، جبکہ عملِ ذبح اس کے فعل سے ہوا ہو یا عملِ ذبح میں اس چیز کی قوت شامل ہوئی ہو۔ جیسا کہ فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر کسی جگہ رکھے ہوئے تیر کو "ہَوا" کی قوت نے اٹھا کر جانور کو لگا دیا، تو یہ جانور حلال نہیں ہو گا، کیونکہ یہ "ہَوا" کے فعل سے مُوا ہے اور "ہَوا" کا فعل شرعی تذکیہ نہیں۔

چنانچہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: "سهم موضوع في موضع حمله الريح فضربه على صيد فمات، وفعل الريح لا يكون ذكاة الصيد" یعنی اگر کوئی تیر کسی جگہ رکھا ہوا تھا اور ہوا نے اسے اٹھا کر شکار پر مارا، جس سے وہ مر گیا، تو یہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ ہوا کا فعل ذکاۃ شمار نہیں ہوتا۔[1]

یونہی فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان نے تیر چلایا اور "ہَوا" نے اس تیر کا رخ بدل دیا اور وہ شکار کو لگا، تو یہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ اب یہ "ہَوا" کے فعل سے مُوا۔

1...المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ252، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

www.dawateislami.net

چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے:"وإن عرض للسهم ريح فرده إلى ما وراءه فأصاب صيدا لم يؤكل، لأن الإصابة لم تكن بقوة الرامي بل بقوة الريح۔۔۔إذا رده الريح يمنة أو يسرة فقد انقطع حكم هذه الإضافة؛ لأن الرامي لا يحب مضي السهم يمنة أو يسرة فيصير مضافا إلى الريح لا إلى الرامي "یعنی اگر ہوا نے تیر کا رخ موڑ کر اسے پیچھے کی طرف کر دیا اور وہ کسی شکار کو جا لگا، تو وہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ نشانہ تیر انداز کی قوت سے نہیں، بلکہ ہوا کی قوت سے لگا۔ جب ہوا تیر کو دائیں یا بائیں موڑ دے، تو تیر انداز کے فعل کی نسبت ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ تیر چلانے والا یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا تیر دائیں یا بائیں جانب جائے، اس لیے تیر کا نشانہ لگنا، تیر انداز کے بجائے، ہوا کی طرف منسوب ہو گا۔[1]

بدائع میں ہے:"فإن أمالت الريح السهم إلى ناحية أخرى يمينا أو شمالا فأصاب صيدا آخر لم يؤكل؛ لأن السهم إذا تحول عن سننه فقد انقطع حكم الرمي فصارت الإصابة بغير فعل الرامي فلا يحل "یعنی اگر ہوا نے تیر کا رخ کسی اور جانب، دائیں یا بائیں موڑ دیا اور وہ کسی دوسرے شکار کو جا لگا، تو وہ شکار حلال نہ ہو گا، کیونکہ جب تیر اپنی اصل سمت سے ہٹ جائے، تو تیر اندازی کا اثر ختم ہو جاتا ہے اور نشانہ تیر انداز کے فعل سے نہیں، بلکہ کسی اور سبب سے لگتا ہے، لہٰذا وہ شکار جائز نہیں ہو گا۔[2]

معلوم ہوا کہ فقہائے کرام نے شعور و اختیار نہ رکھنے والی چیز "ہَوا" کی قوت کے دخل کی صورت میں اسے بھی ذابح مانا ہے، لیکن غیرِ انسان ہونے کے وجہ سے شرعاً ذبح درست تسلیم نہیں کیا۔ اسی طرح الیکٹرک چھری سے ذبح والی صورت میں الیکٹرک پاور اگرچہ شعور و اختیار نہ رکھنے

1۔۔۔المبسوط للسرخسی، جلد11، صفحہ252، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

2۔۔۔بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ55، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

والی چیز ہے، لیکن جب عملِ ذبح میں اس کی قوت کا دخل ہو گا، تو اب یہ بھی ذابح کی حیثیت اختیار کر جائے گی اور اس کا فعل چونکہ شرعی تذکیہ / ذبح نہیں، اس لیے یہ ذبح کے درست نہ ہونے کا سبب بنے گا۔

اشکال:

"ہَوا" کی جو آپ نے مثال دی، یہ تو وہ صورت ہے، جب ہوا نے تیر کو اس کے رخ سے دائیں بائیں یا پیچھے کی طرف پھیر دیا۔ لیکن فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر "ہَوا" نے اس تیر کا رخ نہ پھیرا، بلکہ فقط اس کی قوت میں اضافہ کیا اور تیر سیدھا چلتا رہا، تو اب اگرچہ ہوا کی قوت کا دخل ہوا ہے، تب بھی جانور حلال ہی شمار ہو گا۔

چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے: "وما دام يمضي في جهته فالريح يزيده في قوته، فلا ينقطع به حكم إضافة القوة إلى الرامي "یعنی جب تک تیر اپنی اصل سمت میں جا رہا ہو، تو ہوا صرف اس کی قوت میں اضافہ کرتی ہے، لہٰذا اس سے تیر کی قوت کا انتساب تیر انداز کی طرف باقی رہتا ہے۔[1]

اسی طرح محیط رضوی اور تبیین میں ہے: "ولو هبت الريح فضربت السهم فزادت في ذهابه فأصاب الصيد فلا بأس بأكله؛ لأن فعل الريح ليس من جنس فعل الرامي فلم يتحقق بهذه الإعانة شبهة الشركة فبقيت الإصابة مضافة إلى الرمي "یعنی اگر ہوا نے تیر کو زور دے کر، اس کی رفتار بڑھا دی اور وہ شکار کو جا لگا، تو اس کا کھانا، جائز ہے، کیونکہ ہوا کا عمل تیر انداز کے عمل کی جنس سے نہیں، لہٰذا اس مدد سے شرکت کا شبہ پیدا نہیں ہوا اور نشانہ لگنے کا انتساب،

---

1 ... المبسوط للسرخسی، جلد 11، صفحہ 252، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت

www.dawateislami.net

بدستور تیر اندازہی کی طرف برقرار رہا۔[1]

جس طرح ہوا نے تیر کا رخ پھیرے بغیر قوت میں اضافہ کیا، تو جانور حلال شمار ہوا، اسی طرح الیکٹرک چھری کے ذبح میں بھی الیکٹرک پاور انسان کے فعل کو ختم نہیں کرتی، بلکہ اس کے فعلِ ذبح میں معاون ہوتی ہے۔ لہذا یہاں بھی جانور حلال ہونا چاہیے۔

جواب:

جس صورت میں "ہَوا" نے تیر کا رخ پھیرے بغیر فقط اس کی قوت میں اضافہ کیا، تو اس صورت میں اگرچہ جانور حلال مانا جاتا ہے، لیکن علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلے میں جواز کا حکم ضرورتاً دیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تیر اندازی میں "ہَوا" کا کچھ نہ کچھ عمل دخل ہو ہی جاتا ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے ناممکن الاحتراز ہونے کی وجہ سے ہوا کے اس عمل کو تیر سے شکار کے مسئلے میں کالعدم شمار کر لیا گیا، ورنہ اگر ہم ہوا کی ایسی معاونت کا بھی اعتبار کرتے ہوئے شکار کو حرام قرار دیں، تو پھر تیر سے جانور شکار کرنے کی صورت ہی گویا مسدود ہو جائے گی یا بڑے حرج کا سبب بنے گی۔

جیسا کہ امام کاسانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں: "إذا مضى في وجهه كان مضيه بقوة الرامي وإنما الريح أعانته ومعونة الريح السهم مما لا يمكن الاحتراز عنه فكان ملحقا بالعدم فإن أصابت الريح السهم وهي ريح شديدة فدفعته لكنه لم يتغير عن وجهه فأصاب السهم الصيد فإنه يؤكل؛ لأنه مضى في وجهه ومعونة الريح إذا لم تعدل السهم عن وجهه لا يمكن التحرز عنه فلا يعتبر" یعنی جب تیر اپنے رُخ پر چلا، تو اس کا چلنا تیر انداز کی قوت سے شمار ہو گا اور ہوا نے

---

1 ... تبیین الحقائق، جلد6، صفحہ 61، مطبوعہ مطبعۃ الکبری الامیریۃ، قاھرہ

www.dawateislami.net

صرف اس کی مدد کی اور ہوا کی مدد ایسی چیز ہے، جس سے بچنا ممکن نہیں، لہذا یہ ملحق بالعدم ہے یعنی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر ہوا بہت تیز اور شدید تھی اور وہ تیر کو لگی اور اس نے تیر کو دھکیل کر آگے بڑھایا، لیکن تیر اپنے رُخ سے نہیں ہٹا اور شکار کو لگا، تو وہ شکار حلال ہے، کیونکہ تیر اپنے رُخ پر چلتا رہا اور ہوا کی مدد تیر کو اس کے رُخ سے نہ ہٹائے، تو چونکہ اس طرح کی مدد سے بچنا ممکن نہیں ہوتا، اس لیے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔[1]

مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی لکھتے ہیں: ”تیر اندازی میں ہوا سے احتراز ممکن نہیں، کیونکہ تیر ہوا میں ہی چلایا جاتا ہے اور زیادہ تر حالات میں شکار تک تیر پہنچانے میں ہوا کی قوت بھی شامل ہو جاتی ہے، اس لیے جب تک ہوا تیر کو اس کی روش سے نہ ہٹائے، فعل تیر انداز کا ہی مانا جائے گا۔“[2]

اور اصول کے طور پر گفتگو کرتے ہوئے علامہ کاسانی ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”(ومنها) أن يعلم أن تلف الصيد بإرسال أو رمي هو سبب الحل من حيث الظاهر فإن شارکهما معنى أو سبب يحتمل حصول التلف به والتلف به مما لا يفيد الحل لا يؤكل إلا إذا كان ذلك المعنى مما لا يمكن الاحتراز عنه؛ لأنه إذا احتمل حصول التلف بما لا يثبت به الحل فقد احتمل الحل والحرمة فيرجح جانب الحرمة احتياطا“ یعنی (ان شرائط میں سے) یہ بھی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ شکار کا تلف ہونا شکاری جانور کو بھیجنے یا تیر مارنے کی وجہ سے ہوا ہے، جو کہ ظاہری طور پر حلت کے اسباب ہیں۔ پس اگر ان دونوں (بھیجنے یا مارنے) کے ساتھ کوئی اور سبب یا معنی شامل ہو جائے، جس سے شکار کے تلف ہونے کا احتمال ہو اور وہ سبب ایسا ہو، جس سے حلت حاصل نہیں ہوتی، تو

1...بدائع الصنائع، جلد5، صفحہ56، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

2...مشینی ذبیحہ کا حکم، صفحہ54، مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ

www.dawateislami.net

اس صورت میں شکار شدہ جانور کھانا، جائز نہیں ہو گا، اِلّا یہ کہ وہ سبب ایسا ہو، جس سے بچنا ممکن نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب جانور کے تلف ہونے میں ایسا سبب شامل ہونے کا احتمال ہو کہ جس سے حلت ثابت نہیں ہوتی، تو اس میں حلت اور حرمت دونوں کا احتمال ہو گیا، لہٰذا احتیاطا جانبِ حرمت کو ترجیح دی جائے گی۔[1]

ان عبارات سے واضح ہوا کہ تیر میں ہوا کی معاونت اس لیے کالعدم قرار دے دی گئی کہ وہاں ضرورت ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ صورت جس میں ضرورت نہ تھی، اس میں ایسی معاونت کا بھی اعتبار کیا گیا اور جانور کو حرام قرار دیا گیا۔

جیسا کہ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر مسلمان کے تیر چلانے کے بعد کسی مجوسی نے بھی تیر چلا دیا اور مجوسی کا تیر مسلمان کے تیر کو یوں لگا کہ تیر کا رُخ تو تبدیل نہیں ہوا، بلکہ اس کی وجہ سے فقط مسلمان کے تیر کی قوت میں اضافہ ہو گیا اور پھر اس تیر سے کوئی جانور شکار ہوا، تو یہ شکار شدہ جانور حلال نہیں ہو گا، کیونکہ شکار میں غیر اہل شخص یعنی مجوسی کی قوت شامل ہو گئی۔ یہاں تک علماء نے لکھا کہ اگرچہ مسلمان کے تیر میں اتنی قوت تھی کہ مجوسی کے تیر کا دھکا نہ بھی لگتا، تو بھی اس تیر سے جانور شکار ہو جاتا تھا، تب بھی یہ جانور حلال نہیں ہو گا، کیونکہ حلت کے سبب کے ساتھ غیر اہل کی قوت شامل ہونا سببِ حرمت ہے اور احتیاطاً اسی کو غلبہ ہے۔ (اگرچہ اس صورت میں شکار شدہ جانور مسلمان کا ہی شمار ہو گا، کیونکہ شکار کا اصل سبب مسلمان تیر انداز کی قوت ہی تھی۔)

تبیین میں ہے: ”ولو رمی سهما إلى صيد ورمى رجل آخر إلى ذلك الصيد أو غيره

---

1 ... بدائع الصنائع، جلد 5، صفحہ 58، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

فأصاب السهم الثاني السهم الأول وأمضاه حتى أصاب الصيد وقتله جرحا ينظر إن كان السهم الأول بحال يعلم أنه لا يبلغ إلى الصيد بدون دفع الثاني فالصيد للثاني لأنه هو الآخذ له حتى لو كان الثاني مجوسيا أو محرما لا يحل وإن كان السهم الأول بحال يبلغ الصيد بدون السهم الثاني فالصيد للأول؛ لأنه هو السابق في الأخذ، وإن كان الثاني مجوسيا أو محرما لا يحل استحسانا؛ لأنه أوجب زيادة قوة في السهم الأول فأوجب الحرمة احتياطا "یعنی اور اگر ایک شخص نے کسی شکار پر تیر پھینکا اور دوسرے شخص نے اسی شکار یا کسی اور پر تیر پھینکا، پس دوسرے تیر نے پہلے تیر کو لگ کر اسے آگے بڑھایا، یہاں تک کہ وہ شکار کو لگا اور زخم دے کر مار ڈالا، تو دیکھا جائے گا: اگر پہلا تیر ایسی حالت میں تھا کہ دوسرے تیر کے دھکے کے بغیر شکار تک نہ پہنچتا، تو شکار دوسرے شخص کا ہو گا، کیونکہ وہی اس کو پکڑنے والا شمار ہو گا، حتیٰ کہ اگر دوسرا شخص مجوسی یا محرِم (حالتِ احرام میں) ہو، تو شکار حلال نہ ہو گا اور اگر پہلا تیر ایسی حالت میں تھا کہ دوسرے تیر کے دھکے کے بغیر شکار تک پہنچ سکتا تھا، تو شکار پہلے شخص کا ہو گا، کیونکہ شکار پکڑنے میں وہی سبقت لے گیا، لیکن اگر دوسرا شخص مجوسی یا محرم ہوا، تو استحساناً شکار حلال نہیں ہو گا؛ کیونکہ یہ پہلے تیر کی قوت میں اضافے کا باعث بنا ہے، لہٰذا احتیاطاً یہ حرمت کا موجب بن گیا۔[1]

محیط رضوی میں اسی مسئلے کی علت یوں بیان کی: "لان المجوسی اعانه علی قتله۔۔۔ فیتحقق بهذه الاعانة شبهة المشارکة وشبهة المشارکة تکفی للتحریم احتیاطا" ترجمہ: کیونکہ مجوسی نے اس (شکار) کے قتل میں اعانت کی۔۔۔ لہٰذا اس اعانت کی وجہ سے ذبح کے عمل میں مجوسی کی شرکت کا شبہ پیدا ہو گیا اور شرکت کا شبہ احتیاطاً حرمت کے لیے کافی ہوتا ہے۔[2]

1۔۔۔ تبیین الحقائق، جلد6، صفحہ61، مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ، مصر

2۔۔۔ محیط رضوی، جلد6، صفحہ22، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

www.dawateislami.net

ان عبارات سے واضح ہوا کہ تیر میں ہوا کی معاونت اس لیے کالعدم قرار دے دی گئی کہ وہاں ضرورت ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں اور جہاں ذبح کے عمل میں غیر اہل کی شرکت سے بچنا ممکن ہو، وہاں اگرچہ کمزور درجے کی ہی قوت شامل ہو جائے، تب بھی ذبح درست نہیں رہتا اور جانور حرام شمار ہوتا ہے۔ اور الیکٹرک چھری سے ذبح کے مسئلے میں بھی یہی صورت ہے کہ الیکٹرک پاور کو ذبح میں شامل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس سے بچنا بھی ممکن ہے۔ لہذا یہاں اس پاور کو ذبح میں شریک مانا جائے گا اور چونکہ غیر انسان کا ذبح، شرعاً درست تسلیم نہیں ہوتا، اس لیے یہ ذبیحہ کے حرام ہونے کا سبب بنے گا۔

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

02 محرم الحرام 1447ھ/28 جون 2025ء

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حدیث پاک“

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ، فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ، وَلْیُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ فَلْیُرِحْ ذَبِیحَتَهٗ“ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو، تو احسن (یعنی بہت اچھے) طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذَبح کرو، تو احسن (یعنی خوب عمدہ) طریقے سے ذَبح کرو اور تم اپنی چُھری کو اچھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذَبیحہ کو آرام دیا کرو۔

(الصحیح لمسلم، جلد3، صفحہ1548، حدیث1955، مطبوعہ بیروت)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net